تبت

اور

تبتی مسلمان

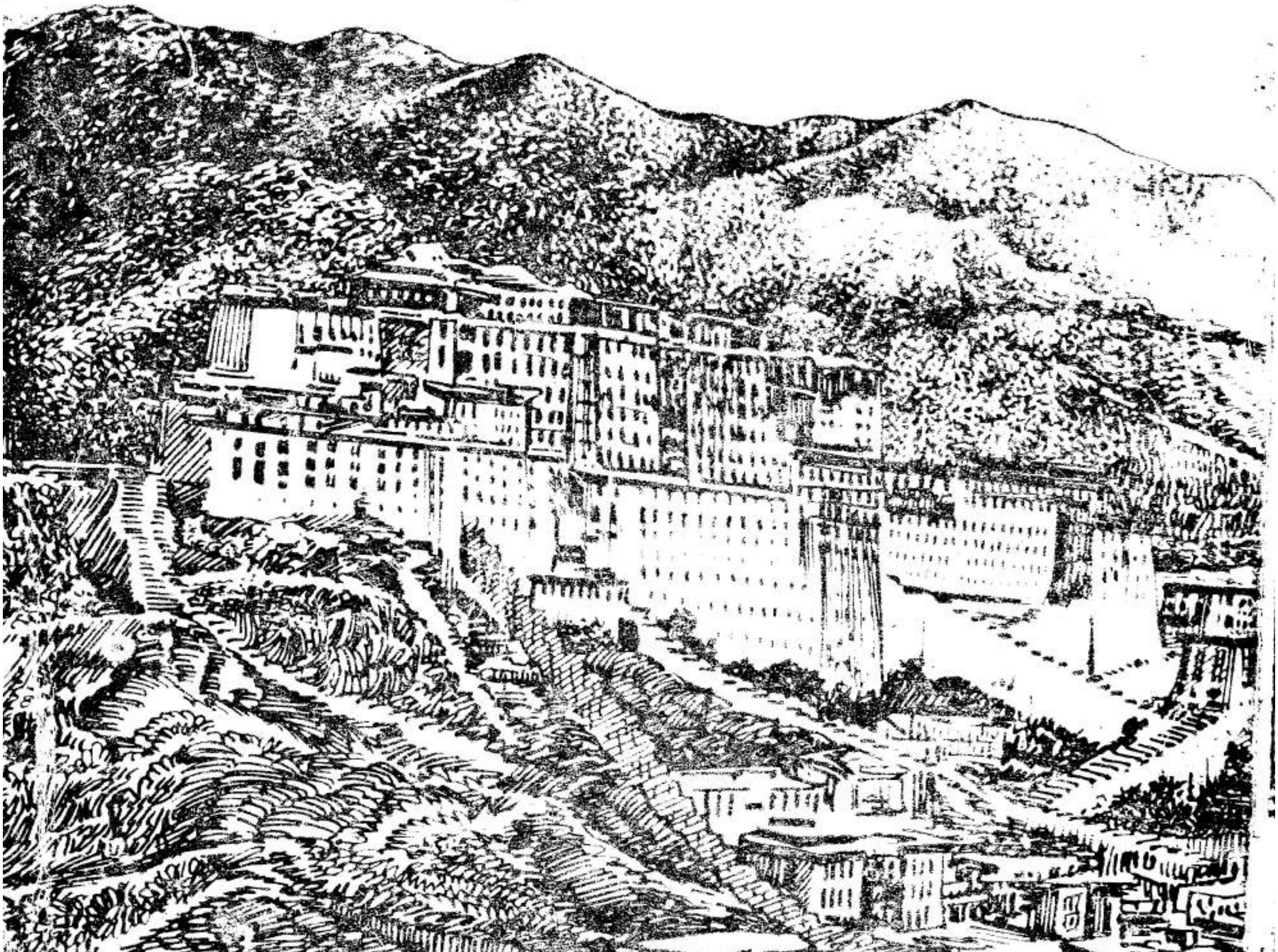

ڈاکٹر ابوبکر امیر الدین تبتی (ندوی)

تبت

اور

تبتی مسلمان

تبت کے سیاسی، علمی، ادبی، تاریخی، تمدنی اور تہذیبی حالات پر سیر حاصل تبصرہ، اور تبت میں اسلام اور مسلمانوں کے ماضی اور حال کا جائزہ

مع مقدمہ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

از

ڈاکٹر ابوبکر امیرالدین تبتی ندوی

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب .... تبت اور تبتی مسلمان

مصنف وناشر .... ڈاکٹر ابوبکر امیرالدین تبتی ندوی

کاتب .... ابوالانوار خان مشعلچی ٹولہ لکھنؤ

طباعت .... نامی پریس لکھنؤ

سال اشاعت ۱۹۷۹ء

قیمت .... دس روپے

ملنے کے پتے

۱- مکتبہ دارالعلوم ندوۃ العلماء پوسٹ بکس نمبر ۹۳ لکھنؤ

۲- دانش محل بکسیلرز امین الدولہ پارک امین آباد لکھنؤ

انتساب

اپنے والد محترم الحاج امیرالدین صاحب مرحوم ومغفور

کے نام

جن کی علم پروری، نیک تمناؤں و دعاؤں کے طفیل

اور

مادرِ علمی دارالعلوم ندوۃ العلماء کے نام جس کی علمی

وعملی تربیت نے مجھے اس تصنیف وتالیف کے قابل

بنایا

ابوبکر امیرالدین ندوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَتَکُوْنَ
لَھُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِھَا
(الحج ۴۶)

(کیا یہ لوگ زمین پر چلے پھرے نہیں ہیں کہ ان کے دل ہوتے جن سے سمجھتے)

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحات
۱-	عرض مصنف	۹
۲-	مقدمہ، بقلم حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ	۱۲
	(۱)	
۳	تبت۔ محل وقوع، طبعی حالات، رقبہ و آبادی	۱۴
۴	مان سرور	۱۶
۵	آب و ہوا	۱۷
۶-	تبت کی وجہ تسمیہ	۱۸
۷-	لفظ تُبّع	۲۳
۸-	قرآن اور لفظ تبّع	۲۴
۹-	حمیر	۲۵
۱۰-	تبت، چین اور ہندوستان کی جغرافیائی حیثیت عربوں کی نظر میں	۲۷
۱۱-	نسل، باشندے، زبان	۳۲
۱۲-	لباس، خوراک	۳۳
۱۳-	پیداوار، معدنیات، حیوانات	۳۴
۱۴-	یاک	۳۵
۱۵-	مشکی ہرن	۳۶
۱۶-	ذریعہ معاش	۳۷

نمبر شمار	عنوانات	صفحات
۱۷-	لھاسہ	۳۷
۱۸-	پُٹالا محل	۳۸
۱۹-	شِیوء، نور بولنگا	۳۹
۲۰-	مشہور عبادت گاہیں اور خانقاہیں	۴۱
۲۱-	چھوٴ کاں کمجُورا	۴۲
۲۲-	چھوٴ کاں رَمُ چیں	۴۳
۲۳-	مشہور عمارتیں اور باغات	۴۳
۲۴-	نِنگا زی	۴۴
۲۵-	تبتی لاما	۴۶
۲۶-	سِرا۔ ڈیپوٴں۔ گندیٴ	۴۹
۲۷-	دلائی لاما د ینخن لاما	۵۲
۲۸-	نظامِ حکومت	۵۹
۲۹-	مختلف دلائی لاما اور ان کے عہد	۶۰
۳۰-	تبت میں علم و ادب کا ارتقاء	۶۱
۳۱-	تبت میں بدھ مذہب کی اشاعت	۶۵
۳۲-	مذہبی عقائد	۷۱
	(۲)	
۳۳	تبت میں اسلام کی اشاعت اور تبتی مسلمان	۷۵
۳۴	بختیار خلجی کا تبت پر حملہ	۸۹

نمبر شمار	عنوانات	صفحات
۳۵-	حضرت سید علی ہمدانیؒ	۹۲
۳۶-	پیبر پُڑدلا	۹۵
۳۷-	مولوی منشی بشیر احمد صاحب	۹۶
۳۸-	مرزا حیدر گورکان کا تبت پر حملہ	۹۷
۳۹-	وزیر زور آور سنگھ کا تبت پر حملہ اور سِنکیا مسلمان	۹۸
۴۰-	سنگیا کھچے	۹۹
۴۱-	حضرت مولانا سید احمد شہیدؒ کی چند تبتیوں سے ملاقات	۱۰۰
۴۲-	حاجی عبدالغنی ننگرو مرحوم	۱۰۳
۴۳-	کشمیری نسل کے مسلمانوں کی تبت کی جانب ہجرت	۱۰۴
۴۴-	چینی مسلمان، شوٹھاں، سِلیئ یا ھولیں	۱۰۸
۴۵-	لداخی اور نیپالی مسلمان	۱۰۹
۴۶-	مسلمانوں کا پیشہ	۱۱۰
۴۷-	مسلمانوں کو قانونی رعایتیں	۱۱۱
۴۸-	مسجدیں، چھوٹی مسجد، بڑی مسجد	۱۱۴
۴۹-	مدرسہ یا اسکول	۱۱۴
۵۰-	قبرستان	۱۱۶
۵۱-	رِگکاشا	۱۱۸
۵۲-	مسلمانوں کی تہذیب و رسم و رواج	۱۱۹
۵۳	تبتی زبان و ادب و فن پر مسلمانوں کے اثرات	۱۲۰

نمبر شمار	عنوانات	صفحات
	(۳)	
۵۴	تبت تاریخ کے آئینے میں، ایک اجمالی خاکہ	۱۲۳
	(۴)	
۵۵	تبت پر چین کا تسلط اور تبتی باشندوں کی ہندوستان کی جانب ہجرت	
۵۶	تبت میں عوامی بے چینی کا آغاز	۱۵۲
۵۷	دلائی لاما اور ان کے ساتھیوں کا ہند کی جانب ڈرامائی سفر	۱۵۴
۵۸	تیز پور پہنچنے پر دلائی لاما کا بیان	۱۵۸
۵۹	چینیوں کے ظلم و ستم	۱۶۰
۶۰	تبت سے مسلمانوں کی ہجرت	۱۶۳
۶۱	تبت میں بسے چینی مسلمانوں پر ظلم و ستم	۱۶۶
	(۵)	
۶۲	تبتی پناہ گزین اور مسلم مہاجر: مسائل اور دشواریاں	۱۶۸
۶۳	تبتی اپنے سیاسی موقف کو کس طرح زندہ رکھے ہوئے ہیں؟	۱۷۶
۶۴	فہرست ماخذ	۱۷۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مصنّف

کتاب "تبّت اور تبّتی مسلمان" پیش خدمت ہے۔

تبّت چونکہ ہمیشہ سے دنیا کے دوسرے ملکوں سے الگ تھلگ رہا ہے اور وہاں کی دشوار گذار راہوں کی وجہ سے بہت کم لوگ وہاں تک پہنچ سکے اس لئے تبت کی صحیح تاریخ و تمدّن سے بہت کم لوگ واقف تھے، لیکن ۱۹۵۹ء کے کمیونسٹ چین کے غاصبانہ حملے اور "دلائی لامہ" نیز دوسرے تبّتی مہاجرین کے ہندوستان آنے کے بعد تبّت دنیا میں ایک مستقل موضوع بن گیا اور اس پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔

اگرچہ دنیا کی مختلف زبانوں میں خاص کر انگریزی میں اس موضوع پر اب تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن قدیم عرب جغرافیہ نویسوں اور مورخین کے علاوہ کسی نے بھی تبتی مسلمانوں کا کہیں بھی مفصل تذکرہ نہیں کیا ہے، جبکہ عرب اور تبّت کے تعلقات بہت قدیم ہیں اور بعض عرب مورخین کے نزدیک تبّت کو آباد کرنے والا دراصل یمن کا اولوالعزم

بادشاہ "تُبَّعُ الْاَقرن" تھا اور تبتی سلطنت کی ابتدا یمنؔ سے ہوئی جس کا مفصل تذکرہ میں نے ان عرب تاریخ نویسوں اور مورخین کے بیانات کی روشنی میں اگلے صفحات میں کیا ہے۔

بہت افسوس کا مقام ہے کہ اردو زبان میں تاریخ تبتؔ پر کچھ نہیں لکھا گیا ہے اس لئے ندوۃ العلماء کے زمانۂ طالب علمی سے ہی میری یہ خواہش تھی کہ تبتؔ اور تبتی مسلمانوں سے متعلق اردو زبان میں اس موضوع پر قلم اٹھاؤں زیر نظر کتاب میں میں نے کوشش کی ہے کہ صحیح اور مستند مواد کے ساتھ تبتؔ کی تاریخ اور تبتی مسلمانوں کے حالات آپ کی خدمت میں پیش کروں۔

اس کتاب میں میں نے خصوصیت کے ساتھ تبتؔ اور تبتی مسلمانوں کی قدیم تاریخ و تہذیب و تمدن پر زیادہ روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اگر قارئین نے میری اس حقیر کوشش کو سراہا تو انشاء اللہ آئندہ اسی موضوع سے متعلق تفصیل سے متعدد گوشوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کروں گا۔

صحیح اور مستند مواد کے لئے مجھے عربی، انگریزی، فارسی، اور اردو کی ان کتابوں کی تلاش کرنی پڑی جو اس موضوع پر کچھ مدد دے سکتی ہوں۔ جن کتابوں سے میں نے اس کتاب میں استفادہ کیا ہے ان کی فہرستیں آخر میں دے دی ہیں۔

میں اپنی اس کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوا ہوں اس کا فیصلہ ناظرین کریں گے۔

میں محترم استاذی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہ العالی (اطال اللہ بقاءہ) کا نہایت شکر گذار و احسان مند ہوں جن کے پُر خلوص و بصیرت افروز اور مشفقانہ مشورے میرے لئے دوران طالب علمی میں مشعل راہ رہے اور آج بھی منزل نما کی حیثیت رکھتے ہیں انھوں نے باوجود طبیعت کی ناسازی کے میری کتاب کو دلچسپی سے سنا اور مفید مشوروں سے نوازا اور اس پر اپنے قیمتی مقدمہ کے ذریعہ کتاب کی قدر افزائی کی۔

میں جناب سعید تابش صاحب لکچرر امیرالدولہ اسلامیہ کالج لکھنؤ کا بھی شکریہ ادا کرنا اپنا خوشگوار فرض سمجھتا ہوں جن کے تعاون نیز مفید مشوروں کے باعث کتاب کی تکمیل ہو سکی۔

آخیر میں میں ڈاکٹر شبیر احمد صاحب ندوی لکچرر لکھنؤ یونیورسٹی، ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب، مولوی غیاث الدین صاحب ندوی اور مولوی محمد ہارون صاحب اندوری ندوی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے کتاب کی تدوین میں ناقابلِ فراموش تعاون دیا۔

ابوبکر امیرالدین ندوی

لکھنؤ

۲۱ رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ / ۱۵ اگست ۱۹۷۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

بقلم

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی مدظلہ العالی

ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ اللہ وآلہ واصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم

مجھے اس بات کے اظہار کرنے میں مسرت محسوس ہوتی ہے کہ میں نے " ڈاکٹر مولوی ابوبکر تبتی ندوی " کی وہ کتاب جو انھوں نے تبت کے متعلق لکھی ہے جستہ جستہ سنی اور میں نے اس کے اکثر اہم مضامین و مشتملات سے واقفیت حاصل کی۔ مجھے ان کی اس تحریری و تصنیفی صلاحیت، ذوق تجسس تحقیق اور تاریخی ذوق کا اندازہ نہ تھا۔ تبت سے ہمارا پڑوسی ملک ہے اور جغرافیہ، اخبارات اور آنے جانے والوں کی زبانی ہم اس کے متعلق بہت کچھ سنتے رہتے ہیں لیکن اس کی تاریخ، اسلام اور مسلمانوں سے اس کا رابطہ، مسلمان سلاطین و فاتحین کا اس کی طرف رخ کرنا، مبلغین اسلام اور اہل قلوب کی اس کی طرف توجہ، مسلمانوں کی آبادی اور وہاں کے باشندوں کے قبول اسلام کی تاریخ، ان کی موجودہ تعداد اور حیثیت، ان کے مسائل و مشکلات یہ سب باتیں ابھی تک بالکل تاریکی میں تھیں اور جب تبت کا نام آتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہم ایک اندھیری سرنگ میں داخل ہو گئے جس میں چپ و راست اور آگے پیچھے کچھ نظر نہیں آتا۔

مصنف نے پہلی مرتبہ بعض تاریخی حقیقتوں کا انکشاف کیا، انھوں نے قدیم عربی تاریخوں اور جغرافیائی کتابوں سے کچھ گمشدہ کڑیاں دریافت کیں، یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ یہ تحقیق و تفحص کا آخری قدم ہے لیکن بہرحال اس سے اس ملک کی قدیم تاریخ پر جو بالکل تاریکی میں تھی روشنی پڑتی ہے اور آئندہ اس موضوع پر لکھنے والوں کو اس سے مدد ملے گی۔

مصنف نے اپنی اچھی تصنیفی صلاحیت کا اظہار کیا ہے اور جس درسگاہ میں انہوں نے پڑھا ہے اس کے فیض اور اثر کو اپنے تاریخی مذاق اور اپنی متانت تحریر سے ظاہر کیا ہے۔

خدا کرے ان کا یہ تاریخی سفر جاری رہے اور آئندہ بھی وہ اس میں بہت کچھ اضافہ کر سکیں اور وہ اس موضوع پر آئندہ بھی تحقیق و مطالعہ کا کام اور خامہ فرسائی کا سلسلہ جاری رکھیں کہ پڑھنے والوں کو بہت فائدہ ہو گا۔

ابوالحسن علی

دائرۂ شاہ علم اللہ۔ رائے بریلی

۱۴ / مارچ ۱۹۷۹ء

تبّت

محل وقوع، طبعی حالات، رقبہ و آبادی آب وہوا

تبّت مرکزی ایشیا کا ایک ملک ہے جو دنیا کا سب سے اونچا ملک مانا جاتا ہے۔ اور اسی لئے اس کو دنیا کی چھت کہا جاتا ہے۔

یہ ملک سطح سمندر سے سولہ ہزار پانچ سو فٹ کی بلندی پر واقع ہے اس کی گھاٹیاں بارہ ہزار سے سترہ ہزار فٹ اور چوٹیاں بیس ہزار سے چوبیس ہزار چھ سو فٹ اونچی ہیں اور درّے سولہ ہزار سے انیس ہزار فٹ کی اونچائی پر واقع ہیں۔

اس ملک کے شمال میں چینی، ترکستان، مشرق میں چین، مغرب میں کشمیر اور لدّاخ اور جنوب میں ہندوستان۔ نیپال اور بھوٹان کی سرحدیں ملتی ہیں اس کا کل رقبہ ۲۳۳۳۱۲۵ مربع کلومیٹر اور آبادی چھ ملین ساٹھ لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔

طبعی لحاظ سے تبّت چار حصّوں میں منقسم ہے۔

(۱) یو اور ژنگ (U and-TSANG) وسطی تبت، وسطی تبت ہی میں دارالسلطنت لہاسہ (LHASA) بھی واقع ہے۔

(۲) نری کرسُم (NGARi-KORSOM) مغربی اور جنوبی تبت۔

(۳) چھنگ تان (CHANG-TANG-) شمالی تبت۔

(۴) کھم اور چھمدو (KHAM -CHAMDO) مشرقی تبت۔

اہلِ تبّت کی مذہبی روایات کے مطابق زمانہ قدیم میں تبت سمندر کے نیچے دبا ہوا تھا، آہستہ آہستہ پانی اتر گیا اور خشک زمین برآمد ہوتی رہی یہاں تک کہ تمام ملک سمندر کے نیچے سے برآمد ہوگیا۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر برف جمنے لگی اور آہستہ آہستہ برف نے پہاڑوں کو ڈھانپ لیا اور پھر اس سے ندی نالے جاری ہوگئے، مدتوں بعد برف پگھل گئی اور زمین برآمد ہوگئی اور اس پر جنگلوں کی نشو ونما شروع ہوئی، اور جب جنگلی درختوں اور گھاس وپودوں سے گھنا ہوگیا تو جنگلی جانور پیدا ہونے شروع ہوئے پھر دیوتاؤں کو خیال ہوا کہ اب اس میں انسان پیدا ہونا چاہیئے۔ چنانچہ دیوتا چین ریزی (chen-Re zig) نر بندر کی شکل میں نمودار ہوا، اور دیوی ڈوما (DOMA.) ایک خونخوار قسم کے مادہ بندر کی شکل میں ظاہر ہوئی ان دونوں کے اختلاط سے چھ بچے پیدا ہوئے، ان میں سے تین کی خصلتیں باپ کی مناسبت سے نرم اور تین کی خصلتیں ماں کی طرح خونخوار تھیں، ان کی نسل نے بہت ترقی کی پھر جسمانی اور دماغی ترقی کرتے ہوئے ایک طویل عرصہ کے بعد یہ آبادی انسان کے درجہ پر پہنچ گیئں اور انسان نے جابجا چھوٹے چھوٹے گروہوں میں رہنا شروع کیا،

یہ روایت علم طبقات الارض یعنی (Geology) کے انکشافات

اور ڈاروِن کے نظر ارتقار کی پوری تصدیق کرتی ہیں۔

یہ ملک اپنے جغرافیائی محل وقوع اور بعض دیگر خصوصیات کے لحاظ سے براعظم یورپ کے ملک سوئیزرلینڈ (SWITZER - LAND) سے بہت مشابہ ہے، جگہ جگہ خوبصورت قدرتی جھیلیں، دریا، پہاڑ وغیرہ بہت دلکش مناظر پیش کرتے ہیں۔ بڑے بڑے دریا جیسے کہ برہم پتر ستلج، دریائے سندھ، دریائے کوسی اور گنگا وغیرہ کے منبع یہیں ہیں، اس کے علاوہ بڑی بڑی جھیلیں بھی بکثرت پائی جاتی ہیں جن میں سب سے مشہور جھیل مان سرور ہے۔

مان سرور :- دریائے کالی نیپال اور المورٹہ کے درمیان حدّ فاصل کا کام دیتا ہے اس کی وادی سے نکل کر ایک مقام "خبیلا" ملتا ہے، جو سطح سمندر سے کافی بلندی پر ہے، خبیلا سے کوہ ہمالیہ کا وہ سلسلہ صاف دکھائی دیتا ہے جو اپنی خوبی ومناظر کے لحاظ سے دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتا ہے، یہی سلسلہ حدِ تبت (TIBET- PLATEAU) سے ملا ہوا ہے، اسی طرف کیلاش پربت واقع ہے جس کی پرستش ہندو مذہب کے ماننے والوں کے لیے ذریعہ نجات ہے اور وہ اس بات پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ کیلاش ناتھ ہی وہ جگہ ہے جہاں پر شیو جی کی دی ہوئی جنت ہے اور وہیں انسانی زندگی خوشی ومسرت کی تکمیل کو پہنچتی ہے۔

اصل ہندو اور بدھ مت والوں کے نزدیک یہاں کے پہاڑ کی ہر ہر چوٹی اور دریا کا چھوٹے سے چھوٹا نالہ بھی کسی نہ کسی دیوتا کے تقدس والوہیت کی یادگار کے ساتھ وابستہ ہے ان دونوں چوٹیوں کے درمیان وہ جھیل ہے جس کو دنیا مان سرور کے نام سے یاد کرتی ہے اور جس کا ایک قطرہ

بھی ان لوگوں کے گناہ دھو ڈالنے کے لیے کافی ہے، اس سے تھوڑا آگے چل کر بدری ناتھ اور گنگوتری کی سر بہ فلک چوٹیاں دکھائی دیتی ہیں، ہندو مذہب کے ماننے والوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جب مان سرور کی ہوا کسی کے جسم کو لگ جاتی ہے اور جب کوئی مان سرور میں غوطہ لگا لیتا ہے تو وہ برہما کی جنت میں چلا جاتا ہے اور جو کوئی اس کا پانی پی لیتا ہے تو وہ شیو جی کی جنت میں جا پہونچتا ہے اور اس کے سو جنم کے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ ان لوگوں کی طرح تبتی لوگ بھی اس جھیل کو بہت مقدس سمجھتے ہیں، کیونکہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اس میں دیکھنے سے مستقبل کی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔

آب و ہوا : یہاں پر مختلف قسم کے موسم پائے جاتے ہیں شمالی حصہ میں انتہائی سردی اور جنوبی حصہ میں گرمی پڑتی ہے لیکن درمیانی حصہ کم سرد رہتا ہے۔

اگرچہ یہاں کی آب و ہوا سرد اور خشک ہے لیکن سردیوں میں سخت سردی پڑتی ہے یہاں تک کہ سب ہی ندی نالوں اور جھیلوں میں برف جم جاتی ہے لیکن گرمیوں میں موسم اکثر خوشگوار رہتا ہے، بارش بھی اچھی خاصی ہوتی ہے۔

"تبّت" کی وجہ تسمیہ

مورخین کی کتابوں میں اس نام کے تلفّظ میں بہت اختلاف ہیں، بعض نے اس کو تِہبَت (TEHBAT) لکھا ہے اور بعض نے "تَیبَت" (TAI BAT-) لکھا ہے۔ لیکن مشہور عربی مورّخ یاقوت حموی نے اپنی کتاب "معجم البلدان" میں تَبّت (TABBAT-) تبّت (TIBET) اور تُبّت (TUBBET) لکھا ہے لیکن اس نے بالکسر یعنی تِبّت TIBET پر زیادہ ترجیح دی ہے۔ تبّت اور تبتی سلطنت کے متعلق قدیم ترین ملاحظات جو کہ عربی کتابوں میں ملتے ہیں ان کی ماخذ سے لئے گئے ہیں، عربی کی تاریخوں میں عربوں کے تبت سے تعلقات کا پتہ اس وقت چلتا ہے جب یمن (YEMEN) میں تُبّعْ خاندان کی حکومت تھی، چنانچہ عرب مورخین لکھتے ہیں کہ تبّت کو سب سے پہلے یمن کے اولوالعزم بادشاہ "تبّعُ الاقرن" نے آباد کیا اور تبتی سلطنت کی ابتدا یمن سے ہوئی۔[1]

[1] الطبری ج ۱ ص ۶۸۶

چنانچہ قدیم زمانے میں تبّت کے بادشاہوں کا لقب بھی "تبُّع" ہی ہوتا تھا بعد میں یہی لقب بگڑ کر تبّت اس پورے علاقہ کا جغرافیائی نام پڑ گیا اور بادشاہوں کا لقب خاقان ہوگیا۔ (مسلمانوں کے عہد میں عام طور پر تبّت اور اس کے ملحقہ علاقوں کے حکمرانوں کا لقب خاقان اور چین کے بادشاہوں کا لقب "فغفور" تھا بعض فارسی کتابوں میں خاقان چین کا لفظ بھی مستعمل ہوا ہے لیکن یہ استعمال عربوں کے نزدیک غلط ہے۔)

یاقوت حموی نے لفظ تبت کے ذیل میں تبت کی وجہ تسمیہ یہ تحریر کی ہے[1]

وكان من حديث ذالك ان تُبّع الاقرن سار من اليمن حتى عبر نهر جيحون وطوى مدينة بخارى والى سمرقند - وهى خراب فبناها واقام عليها ثم سار نحو الصين فى بلاد الترك شهرا حتى انى بلادًا واسعةً كثير المياه والكلاء فابتنى هناك مدينة عظيمةً واسكن فيها ثلاثين الفًا من اصحابه ممن لم يستطيع السير معه الى الصين

اور یہ واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ "تبّع الاقرن" یمن سے روانہ ہوا اور دریائے جیحون عبور کر کے سمرقند تک پہنچا۔ یہ علاقہ اس زمانہ میں غیر آباد تھا چنانچہ اس نے وہاں ایک شہر آباد کیا اور وہاں کچھ دنوں تک قیام کرنے کے بعد پھر چین کی طرف اپنا سفر شروع کیا اور ایک مہینہ کے بعد وہ ایک ایسے علاقہ میں پہنچا جہاں بڑی شادابی اور پانی کی فراوانی تھی وہاں اس نے ایک بہت بڑے شہر کی بنیاد ڈالی اور اس نے اپنے ان تیس ہزار آدمیوں کو اس میں آباد کیا جو اس کے ساتھ چین نہیں جاسکتے تھے اور اس شہر

[1] معجم البلدان ج ۔ ۱ ص ۔ ۱